AL DALILI
Bi-Annual, Multilingual (Arabic, Balochi, Birahvi, English, Pashto, Persian,Urdu)
ISSN: 2788-4627 (Print), ISSN: 2788-4635 (online)
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.aldalili.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » IRI (AIOU), Tahqeeqat, Euro pub, MIAR.

TOPIC

وارث شاہ کی شاعری میں بھاگ بھری کا تصور (حد قذف کی روشنی میں تحقیقی جائزہ)

The idea of Bhag Bhary in Waris Shah's poetry (research review in the light of Hadd e Qazaf)

AUTHORS

1. Muhammad Gulab Ali Haidari, Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan.
2. Prof. Dr. Abdul Quddus Sohaib, Professor/ Chairman, Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan.

How to Cite: Muhammad Gulab Ali Haidari, and Prof. Dr. Abdul Quddus Sohaib. 2022. "URDU: وارث شاہ کی شاعری میں بھاگ بھری کا تصور (حد قذف کی روشنی میں تحقیقی جائزہ: The Idea of Bhag Bhary in Waris Shah's Poetry (research Review in the Light of Hadd E Qazaf)". *Al-Dalili* 3 (2):125-45. https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/63.

URL: https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/63
Vol. 3, No.2 || January–June 2022 || URDU-Page. 125-145
Published online: 01-01-2022

QR. Code

وارث شاہ کی شاعری میں بھاگ بھری کا تصور (حد قذف کی روشنی میں تحقیقی جائزہ)

The idea of Bhag Bhary in Waris Shah's poetry (research review in the light of Hadd e Qazaf)

[1]Muhammad Gulab Ali Haidari, [2] Abdul Quddus Sohaib

ABSTRACT:
Waris Shah has been leveled with an objection that he was the lover of Bhag Bhary. Bhag Bhary lived in Malka Haans. She was the most beautiful young woman She was quiet and very gorgeous. It has been told that Waris Shah happened to pass near the village of Malka Haans He saw a young and comelier woman (Bhag Bhary) who was fetching water from the well and then he got Enamounerd by her. He stayed in the residential room of a mosque in Malka Haans and he started writing a book Heer Waris shah in the adoration of Bhag Bhary. He completed this famous book of the world with in two years. The year of completion 1180 Hijri is written in this book. This book Heer Waris Shah is included in the one hundred famous books of the world. On the other side it is believed that the story of Bhag Bhary is totally concocted and baseless Waris shah has not love with any Bhag Bhary.It is Accused and blame on the Character of Waris shah. This question has been discussed with references and arguments. In this way the result has been achieved. In the light of Islamic rule haddy qazaf.

Key words: Waris Shah, Bhag Bhary, Malka Haans, haddy qazaf.

آپ کا اصل نام سید محمد وارث شاہ تھا آپ 1114ھ کو جنڈیالہ شیر خاں (ضلع شیخوپورہ) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید گل شیر شاہ تھا اور آپ کے دادا کا نام سید گل محمد قادری سروری تھا۔[1] آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر حاصل کی، قرآن مجید حفظ کیا اس کے بعد آپ قصور شہر کی جامع مسجد (تالاب والی) اندرون موری گیٹ میں داخل ہوئے۔ یہاں آپ نے عربی وفارسی زبانوں کی تعلیم حاصل کی اور یہاں آپ نے علم فقہ اسلامی اور علم الحدیث کی تعلیم حاصل کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے بیت اللہ کا حج کیا اور کئی اسلامی ممالک کی سیاحت کی مثلاً عراق، ایران اور روم وغیرہ۔ آپ نے 1152ھ میں قصیدہ بردہ شریف کا پنجابی زبان میں منظوم ترجمہ کیا جو آج بھی سند کا درجہ رکھتا ہے۔ 1180ھ میں ملکہ ہانس کی جامع مسجد میں بیٹھ کر کتاب ہیر وارث شاہ تصنیف کی جو ادبی دنیا کا ایک شاہکار ہے۔ آپ کی وفات 1207ھ / جولائی 1792ء کو ہوئی۔ آپ کا عرس ساون کی تو تاریخ کو جنڈیالہ شیر خاں میں منایا جاتا ہے۔[2]

بھاگ بھری:

بھاگ بھری ہندومت کی ایک عورت تھی۔ اس کا اصل نام بھاگ ونتی تھا جو ملکہ ہانس (ضلع پاکپتن) میں رہتی تھی۔ جس کی تاریخ پیدائش تو صحیح طور پر معلوم نہیں ہے تاہم تاریخ وفات 1189ھ یا 1190ھ بیان کی جاتی ہے۔ بھاگ بھری کے والد کا نام دیوا متی تھا جو سینا قوم کی ڈھکو گوت کا ایک فرد تھا۔[3] بھاگ ونتی ہندومت کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئی تو اس نے اپنا نام بھاگ بھری رکھ لیا تھا۔ لیکن بھاگ بھاری کے گھر والوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، اس طرح بھاگ بھری 1190ھ میں فوت ہوئی تو اس کے خاندان والوں نے اسے جلانے کی بجائے دریا بیاس میں بہا دیا جو اُس وقت ملکہ ہانس کے قریب بہتا تھا۔ اس طرح بھاگ بھری کی قبر کی کوئی نشانی کہیں بھی موجود نہیں ہے۔

وارث شاہ پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ وہ بھاگ بھری کے عاشق تھے۔ بھاگ بھری ملکہ ہانس میں رہتی تھی۔ ایک نوجوان اور نہایت خوبصورت عورت تھی۔ واقعہ کی ترتیب کچھ یوں بیان کی جاتی ہے کہ سید وارث شاہ کا اتفاقیہ گزر ٹھٹھہ جاہد موجودہ ملکہ ہانس (ضلع پاکپتن) کے قریب سے ہوا وہاں انھوں نے ایک نوجوان خوبصورت عورت کو کنوئیں سے پانی بھرتے ہوئے دیکھا اور بس اس پر فریفتہ ہوگئے۔ وہیں ملکہ ہانس میں قیام پذیر ہوگئے اور بھاگ بھری کے عشق میں کتاب "ہیر وارث شاہ" کے نام سے لکھنی شروع کر دی۔ اور دو سال کے عرصہ میں دنیا کی یہ مشہور و معروف کتاب مکمل کر ڈالی جب کہ کتاب ہیر وارث شاہ میں تکمیل 1180ھ درج ہے اور یہ کتاب "ہیر وارث شاہ" دنیا کی سو مشہور کتب میں شامل حال ہے۔ ملکہ ہانس (موجودہ ضلع پاکپتن میں واقع ہے۔" جبکہ دوسری طرف یہ روایات بیان کی جاتی ہیں کہ وارث شاہ نے بڑھاپے کی عمر میں کتاب ہیر وارث شاہ تصنیف کی ہے اور ان کا کسی بھی بھاگ بھری سے کوئی بھی تعلق نہیں تھا وہ ایک درویش صفت عالم انسان تھے بھرگ بھری کے عشق کا جھوٹا بیان ان کے کردار پر لگایا گیا ہے جب کہ کتاب ہیر وارث شاہ لکھنے کے مقام اور وقت کا انہوں نے خود حوالہ لکھ دیا تھا جو کہ کتاب ہیر کے اندر موجود ہے اس طرح یہ حوالہ اتنا قوی اور مضبوط ہے کہ بھاگ بھری کا بیان خود بخود غلط ثابت ہو جاتا ہے اور یہ بات اہل عقل کے نزدیک درست ہے۔

حد قذف کے احکام و مسائل (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں):

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔[4]

ترجمہ: اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں ان کو اسی (80) کوڑے مارو اور ان کی گواہی کو کبھی قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں۔ اور جو لوگ پرہیز گار (اور برے کاموں سے بے خبر (اور) ایماندار عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت ہے اور ان کو سخت عذاب ہوگا۔[5]

بخاری شریف میں باقاعدہ (بَابُ رَمْيِ الْمُحْصَنَاتِ) ہے۔ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَمَا هُنَّ؟ قَالَ اَلشِّرْكُ بِاللهِ وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَاَكْلُ الرِّبَا، وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ[6]

ترجمہ: ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: "کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہلاک کر دینے والی سات چیزوں سے بچو۔ صحابہؓ نے عرض کی یارسول اللہ وہ سات چیزیں کیا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَ عُذْرِي قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ وَتَلَا الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا نَزَلَ اَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَاَةٍ فَضُرِبُوْا حَدَّهُمْ۔[7]

ترجمہ: سیّدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں: "جب میرے عذر کے بارے میں آیت نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ منبر پر

کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے اس بات کا تذکرہ کیا اور قرآن مجید کی تلاوت کی پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے تو آپؐ کے حکم کے تحت دو مردوں اور ایک خاتون پر حد جاری کی گئی۔"

امام مالک بیان کرتے ہیں: زریق بن حکیم سے روایت ہے مصباح نامی ایک شخص نے اپنے بیٹے کو کسی کام سے بلایا، وہ ذرا دیر سے آیا تو مصباح نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا، اے زانی! زریق نے کہا کہ وہ لڑکا فریاد لے کر میرے پاس آیا میں نے اس کے والد پر حد قذف جاری کرنا چاہی تو لڑکا بولا اگر تم میرے والد کو کوڑے لگانے کی کوشش کروگے تو میں اس زنا کا اعتراف کرلوں گا۔

میں یہ سن کر حیران ہوا اور فیصلہ کرنے میں ذرا دشواری پیش آئی تو میں نے اس وقت کے حاکم مدینہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو ساری صورت حال تحریر کر کے بھیج دی، انہوں نے جواباً تحریر کیا: لڑکا اپنے باپ کو معاف کر سکتا ہے۔ زریق کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص دوسرے کسی شخص پر یا اس کے مرحوم ماں باپ پر زنا کی تہمت لگائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

تو انہوں نے جواب دیا، جس شخص پر زنا کی تہمت لگائی گئی وہ خود معاف کر سکتا ہے لیکن اگر کسی کے ماں باپ پر تہمت لگائی گئی ہو تو وہ اپنے ماں باپ کی طرف سے معاف نہیں کر سکتا۔ جبکہ اس کے والدین میں سے کوئی ایک انتقال بھی کر چکا ہو ایسی صورتحال میں تہمت لگانے والے شخص پر حد جاری کی جائے گی۔ تاہم اگر ان کا بیٹا اپنے والدین کے حالات پر پردہ ڈالنے کے لئے اسے معاف کرنا چاہے تو یہ معاف کرنا جائز ہے۔[8] زنا کی تہمت لگانے والے احکام یہ ہیں یعنی نسب کا انکار کرنا کسی عورت کے ساتھ بیان لگانا گالی دینا جس میں تہمت کا مفہوم ہو اس پر حد قذف لگائی جائے گی اس طرح اگر کوئی شخص بہت سی عورتوں پر زنا کی تہمت ایک ساتھ لگائے تو ان سب کے بدلے میں اس پر صرف ایک ہی مرتبہ حد قذف جاری کی جائے گی۔

زنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور معاشرہ کیلئے بہت بڑی رذالت ہے: زنا کے الفاظ و معنی:

زنا۔ یہ عربی زبان و ادب کا لفظ ہے۔ اس کا اصل مادہ (ز۔ن۔ی) ہے اور اس کا باب "ضَرَبَ" ہے۔ ''زَنیٰ ، یَزْنِیْ ، فَھُوَ زَانٍ مونث زَانِیۃ''۔ معانی: زنا کرنا۔ عورت کے ساتھ بلا نکاح شرعی جنسی خواہش پوری کرنا جبکہ کہ لفظی معانی چڑھنا۔[9]

زنا کے لغوی معانی ہیں سائے کا سکڑنا، پہاڑ پر چڑھنا، پیشاب کو روکنا، کسی بھی اُونچائی پر چڑھنا۔ ربیع بن حبیب روایت کرتے ہیں۔ لا یصلی احدکم و ھو زنا۔[10] نہیں نماز پڑھنا تم میں سے جب کوئی پیشاب کو روکنے کی حالت میں ہو۔

زنا کے اصطلاحی معانی:

علامہ راغب اصفہانیؒ بیان کرتے ہیں کسی عورت کے ساتھ بغیر نکاح شریعی کے مباشرت کرنا زنا ہے۔[11]

سید مرتضیٰ زبیدی متوفی 1205ھ بیان کرتے ہیں: ''زنا کے معانی کسی بھی اونچائی، بلندی پر چڑھنا کے ہیں۔ شرعی معانی کسی غیر محرم عورت سے ایسی ملاقات جس میں مباشرت ہو اور اس میں کوئی شک نہ ہو۔''[12]

قاضی عبد النبی بن عبد الرسول احمد نگری بیان کرتے ہیں: غیر محرم جس پر آدمی کی عقد نکاح کے ذریعے ملکیت نہ ہو مباشرت یا جماع کرنا شریعت میں زنا ہے۔''[13] نکاح کے بعد آدمی اپنی زوجہ سے مل سکتا ہے۔

علامہ کاسانی حنفی بیان کرتے ہیں: ''ایسی عورت سے مباشرت کرنا جو اس کی ملکیت نکاح میں نہ ہو اور شرائط نکاح نہ ہو علامہ ابن ہمام

نے بھی یہی تعریف کی ہے۔ اگر حق ملکیت نکاح نہ ہو تو حد زنا لگائی جائے گی۔"[14] غیر شادی شدہ مرد یا عورت کی سزا سو سو درے ہیں۔ بشرطیکہ جرم کی تمام شرائط موجود ہوں اور قاضی عدل سے کام لے۔ اور چار چشم دید گواہ موجود ہوں اور وہ سچی گواہی بھی دیں اور ان میں سے کسی پر دروغ گوئی کا کوئی بیان نہ ہوں۔ اور ان کا دامن گناہوں سے شفاف ہو۔

قذف کے معانی:

یہ عربی زبان وادب کا لفظ ہے اس کا اصل مادہ (ق۔ذ۔ف) ہے جبکہ اس کا باب "ضَرَبَ" ہے۔قَذَفَ۔ یَقْذَفُ، قَذْفاً، فَهُوَ قَاذِف 'مونث قَاذِفَة' معانی، کسی پر کسی بات کی تہمت لگانا، زور سے پھینکنا۔ علامہ سید مرتضیٰ زبیدی متوفی 1205ھجری نے قذف کے جو معانی بیان کئے ہیں۔ وہ اس طرح ہیں۔ قذف بالحجارۃ کا معانی پتھر پھیکنا[15] "قذف باالمحصنۃ" محصن عورت پر زنا کی تہمت لگانا، قذف کے معانی دوسرے قول میں گالی دینے کے بھی ہیں۔ قذف کے لغوی معانی پھینکنا، گالی دینا اور خصوصی زنا کی تہمت لگانا کے ہیں۔[16] سزائے قذف کیا ہے؟ امام علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی 970ھ قذف کا اصطلاحی معانی بیان کرتے ہیں۔ عربی زبان وادب میں قذف کے لغوی و شرعی معانی ملتے جلتے ہیں قذف کسی مسلمان محصن عورت پر بیان لگانے کو کہتے ہیں۔ فتح التقدیر میں ہے۔"جو لوگ محصنات (پاک دامن عورتوں) پر تہمت زنا لگائیں اور پھر اس پر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی کوڑے مارو" اسکی تشریح میں لکھتے ہیں کہ چار دوسرے گناہوں کی تہمت پر نہیں ہے اور اس طرح محصنات چونکہ واضح مونث صیغہ ہے اس لئے تہمت کا تعلق عورتوں سے ہے۔ لیکن علامہ زین الدین کہتے ہیں۔ کہ مسلمان محصن مرد کیلئے بھی بیان دینے والے پر حد ہوگی۔[17] قذف صرف مسلمان محصن عورت پر تہمت زنا لگانے پر لگائی جائے گی اگر تہمت لگانے والا چار چشم دید گواہ نہ لا سکے۔ تاہم گواہوں کیلئے بھی یہ شرط ہے کہ وہ مسلمان ہوں صالح ہوں اور چشم دید گواہ ہوں۔ سنی وسنائی باتوں پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ گواہوں پر بھی حد قذف لگ سکتی ہے۔[18] قذف کی سزا اسی کوڑے ہیں۔

قذف کے متعلق وارث شاہ بیان کرتے ہیں:

گلاں سچیاں جھوٹھیاں میل کے تے دامن پاک آلودلویڑدے نی
وارث شاہ جہاں تے غرض مٹھی آپو اپنی جوگ نوں کیڑدے نی[19]

"وارث لوگ سچی اور جھوٹی باتوں کو ملا کر پاک دامن عورتوں پر عیب لگاتے ہیں نفس کی غرض کیلئے اور شہوۃ کی لذت کیلئے پاک دامن عورتوں کو بیان دیتے ہیں اور اس طرح انہیں برائی کیلئے مجبور کرتے ہیں اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو ہم تمہیں عیب دار ثابت کر دیں گے اور تمھارے بھائی یا والد یا چچازاد تمھیں ماریں گے۔ تیرے دل میں ایک برا امکان پیدا ہو گیا ہے اور تو دن ورات دل سے برائی کیلئے مشورہ کرتا ہے۔ خدا کا شکر کر کہ اسکی ذات عالی نے تجھے ابھی تک مہلت دے رکھی ہے۔ انسان شہوۃ حرص کیلئے بہت جال لگاتا ہے اور پاک دامن عورتوں کو داغ دار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان جالوں میں ایک جال پاکدامن پر بلاوجہ بیان لگانا بھی شامل ہے۔ مرد کی اس برائی کے جال کو آج تک قاضی نہیں سمجھ سکے یا انھوں نے خود ہی رشوت کے جال لگا رکھے ہیں۔

از حافظ شیرازی:

مانگوئیم بدو میل بناحق نکنیم ‌‌‌‌‌‌‌‌ جامہ کس سیہ و دلق ارزق نکنیم[20]

ہم کسی کو برا نہیں کہتے اور ناحق کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ ہم کسی کا جامہ سیاہ کر کے اس پر تہمت نہیں لگاتے اور اپنے خرقے سے مکر وریا سے کام نہیں لیتے۔ پاک دامن پر جھوٹا بیان لگانا بہت بڑا گناہ ہے۔ نوجوان خوبصورت عورت اگر درس میں پڑھنے کیلئے جارہی ہو تو لوگ اس پر بھی فوراً بہتان لگا دیتے ہیں۔ اکثر لوگ یونیورسٹی یا میڈیکل کالج میں پڑھنے والی طالبات پر مجموعی طور پر بیان لگا دیتے ہیں

گھر وگھری توں لوتیاں لاونائیں راہ حق دا دلوں وسار کے وے

کر بندگی رب قبول کرسی وارث شاہ کیتے نیت دھار کے وے[21]

اے انسان تو ہر جگہ لوتیاں لگا رہا ہے حق باتوں کو بھول چکا ہے قبر کو یاد کر تجھے کیا خبر پاک دامن پر بیان لگانے سے اس کے دل پر کیا گزرتی ہے؟۔ لاف زنی پر حد قذف لگائی جائے گی۔ مثلاً اس کی سب سے بڑی مثال یہ حدیث پاک ہے۔

سنن ابو داؤد میں ہے:

عن محمد بن اسحاق بهذ الحديث قال فامر برجلين و امراة ممن تكلم بالفاحشة حسان بن ثابت و مسطح بن اثاثه قال النفيلي و يقولون والمرأة حمنة جحش[22]

ترجمہ: محمد بن اسحاق نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ جن دو مردوں اور ایک عورت نے تہمت لگائی آپ نے ان کو حد قذف لگانے کا حکم دیا حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور عورت حمنہ بنت جحش۔

احصان کی شرائط:

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ بیان کرتے ہیں علماء اور فقہاء کا اس بات پر اجتہاد ہے کہ محصن پر زنا کی تہمت لگائے تو اس پر حد قذف لگائی جاتی ہے۔ حد قذف میں محصن کے لیے پانچ شرائط مقرر ہیں: عقل، حریت، اسلام، زنا سے پاک ہونا، بالغ ہونا، مباشرت کے قابل ہونا۔ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: من اشرك بالله فليس بمحصن۔ جس نے شرک کیا اللہ کے ساتھ پس وہ محصن نہیں ہے۔

النہایہ میں فحش اور منکر کے معانی:

فاحش کے معانی ہیں۔ برے کام اور بری باتیں[23]۔ المنکر۔ یہ معروف کی ضد ہے۔ ہر وہ فعل یا کام جو شرعاً معیوب اور برا ہو۔[24]

فحش اور فحاشی کے معانی ہے کھولنا، ظاہر کرنا، (بے آبرو کرنا)، یہ بھی زنا اور قذف کے نوع میں آتا ہے۔ فحش۔ اس کا اصل مادہ (ف۔ح۔ش) ہے اور اس کا باب نَصَرَ ہے۔ جیسے فَحَشَ، يَفْحُشُ، فُحْشاً فَهُوَ فَاحِش مونث فَاحِشَة جمع فَاحِشُوْنَ و فَاحِشَات ہے۔ مجہول۔ فُحِشَ، يُفْحَشُ فَحْشاً فَهُوَ مَفْحُوْش مونث مَفْحُوْشَة اور مَفْحُوشَات اور مَفْحُوْشُوْن معانی۔ انتہائی بُرا ہونا۔[25]

بقول حافظ شیرازی: تا در رہ پیری بچہ آئیں روی اے دل بارے بغلط صرف شد ایّام شباب[26]

ترجمہ: اے دل اب دیکھنا یہ ہے کہ تو بڑھاپے کے راستے میں کس طریق سے چلتا ہے؟۔ تیری جوانی کے دن تو غلط اور ناروا کاموں میں بسر ہوئے۔ لیکن تیری جوانی داغ دار گذری ہے۔ لیکن اب بڑھاپے میں تو گناہ چھوڑ دے

جن لوگوں نے وارث شاہ پر بھاگ بھری کے عشق کا بیان لگایا ہے:

ان کے دلائل درج ذیل ہیں: (بھاگ بھری کی داستان کا حقیقی جائزہ) اور (بھاگ بھری کے عشق کی داستان حقیقت کیا ہے؟)

پیراں دتہ ترگڑ کا بیان:

وارث شاہ نے حضرت فرید الدین شکر گنج کے خاندان میں بیعت کی اور کچھ مدت پاکپتن شریف میں رہ کر مراتب فقر طے کئے اور واپس وطن کو جاتے ہوئے جاہد کے ٹھٹھے میں جو پاکپتن شریف کے رستہ میں چند میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے آئے اور رات بسر کی صبح کو چلتے ہوئے ایک عورت بھاگ بھری نام جو کہ ڈھا کہ قوم سے تھی جاتے دیکھا، اور اس پر مبتلا ہو گئے اور واپس وطن کو نہ آئے۔ بلکہ اسی گاوں کی ایک چھوٹی سی مسجد میں جو کہ گاؤں کے قریب تھی ایک ٹیلہ پر واقع تھی۔ اور اس کے گرد بیری کے کانٹوں کی باڑ تھی رہنا اختیار کیا، اور لوگوں سے بھی واقفیت اور حجت پیدا کر لی۔ لوگ بسبب عالم و سید اور فقر ہونے کے ان کی خدمت اور تعظیم کیا کرتے تھے اور وہاں کے ایک جولاہے کے گھر سے ہر روز کھانے کو کچھ آتا اور اسی پر گزارہ کرتے۔ کچھ دنوں میں دوسری طرف بھاگ بھری کو بھی ان سے محبت ہو گئی۔ چنانچہ یہ بات مشہور ہو گئی اور محبت کا شعلہ بھڑک اٹھا۔ اور انھی دنوں میں یہ قصہ ہیر رانجھا جوش الفت میں آکر شروع کیا۔ اور وہیں تمام کیا۔[27]

پروفیسر ضیا محمد مرحوم "یادگار وارث" میں بھاگ بھری کے عشق کی داستان اس طرح بیان کرتے ہیں:

"داستان عشق "(یادگار اکتوبر 1935 کی تحریر ہے۔) پاکپتن سے واپسی پر وارث شاہ ٹھٹھہ جاہد کے پاس سے گزرے اس گاؤں کے باہر ایک چھوٹی سی مسجد دیکھی۔ جو ایک زاہد صوفی کے لئے بہت موزوں گوشہ تنہائی تھا۔ جگہ پسند آگئی لہٰذا وارث شاہ وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ اس کے بعد کی داستان (دروغ بر گردن راوی) یوں مشہور ہے۔" کہ سید وارث ٹھٹھہ جاہد میں رہنے لگے چونکہ صوفی بزرگ تھے۔ لہٰذا بہت جلد مرجع خلائق بن گئے۔ لوگ دعائے حاجات کے لئے آنے جانے لگے اسی اثناء میں آپ ٹھٹھہ جاہد کے کسی خاندان کی ایک عورت پر فریفتہ ہو گئے۔ اور وہ آپ کی شیدائی ہو گئی۔ شادی شدہ شاہ صاحب کے تعشق کا چرچا ہونے لگا۔ عورت کے رشتہ داروں نے غیرت سے طیش میں آکر شاہ صاحب کو خوب مار پیٹ کی اور وہاں سے نکال دینے کی کوشش بھی کی شاید وہ اس میں ناکام رہے۔"[28]

محمد علی فریدی کا بیان: "سید وارث شاہؒ 1171ھ دے نیڑے تیڑے پاک پٹن تشریف لیائے دربار حضرت بابا فریدؒ دے سجادہ نشین حضرت دیوان محمد یارؒ دے مرید ہو کے تصوف دا درس لین لگے۔ کوئی سال دوسال بعد اوہناں توں اجازت لے کے سیر دے ارادے تے شہر دے دکھن (جنوب) پاسے اللہ داناں لے کے ٹر پئے کوئی پانچ میل سفر کیتا سی جے تریہہ آگھیریا۔ رستے وچ اک آباد کھوہ سی جنہوں دیوان دا کھوہ کہندے نیں۔ اوس کھوہ دارا کھا اک ہندو درویش دیوامتی سی جیہڑا سیناں قوم دی ڈھکو گوت دا فردسی۔ اوتھے آ ہے پانی پیتا تے درختاں دی ٹھنڈی چھانویں آرام کرن لئی سوں گئے۔[29]

اسی کھوہ پر بھاگ ونتی پانی بھرنے آئی وارث شاہ نے اس کو دیکھا تو اس پر عشق ہو گئے:

بھاگ بھری دا اصل ناں بھاگ ونتی سی اوہ ہندو خاندان دے نال تعلق رکھدی سی۔ بھاگ ونتی دے پیو دا نام دیوامتی سی، جھہڑا سیّاں قوم دی ڈھکو گوت دا مردسی۔ وارث شاہ ملکہ ہانس دے قریب اک کھوہ تو پانی پین واسطے آئے تے دیوامتی دی دھی اتے عاشق ہو گئے جھہڑی کھوہ توں پانی بھرن آئی سی۔ دوسری طرف بھاگ بھری نوں وی وارث شاہ نال محبت ہو گئی تے اوہ مسلمان ہو گئی۔[30]

اک دن شاہ ہوراں کہیا۔ میں وطن وَل جنڈیالے جا رہیاں، اوس کیہا مینوں وی نال لے چلو۔ شاہ صاحب نے فرمایا۔ میں تینوں کس طرح نال لے جا سکناں۔ توں ہندو میں مسلمان۔ تیرے میرے وچ ایہہ پاڑ بڑا اوڈا اے تے ایسے سبّبوں توں مرے لئی غیر ایں۔؟ میں تینوں

دھرم دی بھین کہہ سکناں۔ ایس توں ودھ کُجھ نہیں۔ بھاگ ونتی (بھاگ بھری) آکھیا میں جس دن تُہانوں ویکھیا سی اوسے دن توں مسلمان ہوگئی ساں تے اوسے دن توں اپنی عزت نوں تہاڈی عزت سمجھیا اے۔ جے تُسیں وی چھڈ گئے تے میں کسے پاسے جوگی نہ رہاں گی۔ وہاہ تے ہن میں کسے ہور نال کرن توں رہی۔ جد موئی مینوں رشتے داراں ہندو سمجھ کے چِتّا دی نذر کر دینا ایں۔ تے میں سڑنا نہیں چاہندی۔ شادی دی گل سُن کے شاہ ہوراں پیش گوئی کیتی۔ جے تیرے ماپے تیرے ویاہ دا خیال چھڈ دین گے۔ جے تیری مرضی ہووے۔ کسے مسلمان نال ویاہ کر لئیں۔ میرے لئی توں دھرم دی بھین ایں۔ رہ گئی اگ۔ اوہ تینوں ساڑن نہیں لگی۔ بھاگ بھری گھر چلی گئی۔ شاہ ہوریں پاک پٹن توں ہو کے تے اُستاد نوں سلام کر کے جنڈیالے شیر خاں چلے گئے۔ اوہناں دے اوتھوں چلے آون دے بعد بھاگ ونتی نو ورہے جیوندی رہی۔ ایہہ نوں سال اوہنے شاہ ہوراں دی یاد وچ بسر کر چھڈے کہ اچانک اک دن فجر دی نماز پڑھ کے بیٹھی سی جے روح پرواز کر گئی۔ تے اوہ خاکی جہان چھڈ کے عالم علوی نوں چلی گئی۔ ایہہ گل کوئی (90-1189ء) ہجری دے اے اوہدے قریبیاں چِتا تے رکھ کے اگ لائی پر بھاگ ونتی نوں اگ نہ پوہی۔ اخیر اوہناں اوہدی لاش نوں دریا بیاس وچ جیہڑا اودوں ملکہ ہانس دے ہیٹھ وگدا سی، روہڑ دتا۔ [31]

محمد علی فریدی کے بیان پر تنویر بخاری کا تبصرہ: ”محمد علی فریدی کا بیان کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہے۔ انھوں نے اپنے مضمون میں بھاگ بھری اور وارث شاہ کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے امام مسجد چراغ دین کی زبانی سن کر اسے افسانہ بنا کر لکھا ہے۔ انھوں نے اپنے مضمون کے آخر میں بتایا ہے کہ وارث شاہ نے بھاگ ونتی کو "دھرم کی بہن" کہا تھا۔ کیا کوئی اپنی بہن سے بھی عشق کرتا ہے۔؟ اگر وارث شاہ اسے اپنی بہن سمجھتے تھے تو پھر بھاگ ونتی کو وارث شاہ کی معشوقہ قرار دینا اخلاق سے گری ہوئی بات نہیں ہے تو کیا ہے۔؟ محمد علی فریدی نے وارث شاہ کو ملکہ ہانس میں آتے ہوئے جوان آدمی بتایا ہے۔ حالانکہ اس وقت وارث شاہ کی عمر چھیاسٹھ برس مکمل ہو چکی تھی۔ اس مضمون سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ اول اول وارث شاہ بھاگ ونتی سے عشق کرتے تھے، پھر جب وہاں سے روانہ ہوئے تو انہوں نے بھاگ ونتی کو اپنی بہن کہہ دیا۔ یہ وارث شاہ پر کیچڑ اچھالنے والی بات نہیں ہے تو اور کیا ہے۔؟[32]

احمد ندیم قاسمی کا بیان: ”وارث شاہ تے بھاگ بھری دے عشق نوں لوک ڈھکوسلا سمجھن لگ پئے نیں شاید اوہ وارث شاہ نوں ولی اللہ دے روپ وچ ویکھنا پسند کردے ہوون پر حقیقت تے وارث شاہ دی شاعری دسدی پئی اے۔ شاہ ہوراں نے بھرپور عشق کیتا اے۔ ایہہ نہیں کہیا جاسکدا کہ اوس داناں بھاگ بھری سی یاں کوئی ہور۔ نیک بخت عشق دے تجربے توں کھ ہیر وارث شاہ دی تخلیق ناممکن سی سگوں عشق مجازی سی۔ [33] تبصرہ احمد ندیم قاسمی نے بالکل بغیر ثبوت اور بغیر دلیل کے اپنا بیان دیا ہے۔

وارث شاہ زندگی اور زمانہ کے مؤلفین نے اپنی کتاب میں افضل حق کا بیان درج کیا ہے:

”فاضل مصنف نے جذبات کی ایسی عریاں تصویر کھینچی ہے کہ خواہ مخواہ سننے والے کے سر پہ عشق کا سودا سوار ہو جاتا ہے کیونکہ جذبات کا یہ مصور شاعر خود بھی جنون خیز عشق سے بے اختیار تھا اس لئے جذبات کی جو تصویر اس نے کھینچی رنگ میں کس قدر شوخ رہی۔“[34]

جناب عبد العزیز ہیر وارث شاہ کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

ہیر دی تصنیف دا سبب: حقیقی عشق دی منزل تک پہنچن لئی کدی کدی عشق مجازی دیاں راہواں توں وی لنگھناں پیندا اے، ہیر وارث شاہ دی تصنیف دا باعث تے بنیاد عشق مجازی اے شاعر اپنیاں پیڑاں تے روگ سوحیلے بہانے نال بیان کر دا اے ایہہ اپنیاں پیڑاں دیاں

تاثیراں ای ہندیاں نیں جیہڑیاں شعراں داروپ وٹا لیندیاں نیں تے کسے ہیر سیالن نوں ابدی زندگی عطا کر دیندیاں نیں۔ بقول میاں محمد بخش:

قصے ہور کسے دے اندر درد اپنے کجھ ہوون	بن پیڑاں تاثیراں ناہیں بے پیڑے کدروون
درد ہووے تاں ہانکدی کوئی نہ رہندا اجر کے	دلبر اپنے دی گل کیچے ہوراں نوں منہ دھر کے
جس وچ گجھی رمز نہ ہووے درد منداں دے حالوں	بہتر چپ محمد بخشا سخن اجیہے نالوں[35]

چوہدری افضل حق کا بیان: اخلاق فاضلہ کا ماتم کر کے بھاگ بھری کے تاریخی عشق کو ولایت کا ابتدائی رتبہ مان سکتا ہوں۔ مگر اس تصنیف کو مذہبی عزت واحترام کے قابل سمجھنے کی جرات نہیں کرتا۔[36] کتاب ہیر وارث شاہ دوسرے معنوں میں وارث شاہ کا کھلا سا عاشقانہ خط تھا جو بھاگ بھری کو لکھا گیا تھا۔[37] جوانی تو ہر بشر پر مایہ بیان ہوتی ہے۔

جنڈیالہ شیر خاں کے مکین ویر سپاہی بیان کرتے ہیں: ”بعضیاں دا خیال اے پئی بھاگ بھری وارث شاہ ہوراں دی معشوقہ داناں سی۔ ایسے طرح حفیظ ہوشیار پوری ہوراں وی اپنی فارسی کتاب "مثنویات ہیر رانجھا" وچ بھاگ بھری نوں لوہار پیشہ خاندان وچوں دکھایا اے۔ "می گویند کہ آہنگرے وارث شاہ را بمنزل خود دعوت کرد آنجا وارث شاہ عاشق زنے بنام بھاگ بھری، شد" ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ وارث شاہ کسی لوہار کے گھر ٹھہرے اور ایک عورت مسماۃ بھاگ بھری پر عاشق ہو گئے۔“[38]

ڈاکٹر انور سدید نوائے وقت (سنڈے میگزین) میں بیان کرتے ہیں: ”کہا جاتا ہے کہ پنڈ ٹھٹھ جاہد کی ایک عورت بھاگ بھری سے انھیں عشق ہو گیا تھا۔ عزیز الدین قانون گو نے لکھا کہ شعلہ جوالہ موضع مدسی میں فروزاں ہوا تھا۔“[39]

مولا بخش کشتہ کی رائے دیکھتے ہیں: لوہاراں دی کڑی یا عورت بھاگ بھری نال پیار ہو گیا۔ عشق مشک چھپے نئیں رہندے عشق دا دھواں باہر نکلیا، عورت دے وارث چھتے ہوئے، اوہ اوتھوں اٹھ کے ملکہ ہانس (پاکپتن) دے نیڑے آگئے تے اپنے عشق دے زخم نوں ہرا رکھن لئی ہیر تے رانجھے دی داستان لکھی۔ ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ ایم اے تے بعض سجن ایس عشق دی بات توں منکر ہن تے آکھدے ہن کہ ایک، پاک درویش تے اہ تہمت اے۔ مصنف معشوقہ پنجاب تے بعض ہور ایس نوں ٹھیک من دے ہن۔[40]

مصطفیٰ کھوکھر اپنی کتاب لعل جواہر میں لکھتے ہیں: "پاکپتن دے لاگے اک پنڈ ٹھٹہ جاہد وچہ کجھ چر امامت کر دے رہے ایتھے ای بھاگ بھری اک عورت نال اوہناں نوں محبت ہو گئی آپ نے پنڈ چھڈ کے لاگے دے قصبے ملکہ ہانس وچہ ڈیرے لا لئے تے ایتھے ای اپنے اندر ایس اگ دی ہواڑ نوں اوہناں قصہ ہیر رانجھے دے روپ وچ کڈھیا۔“[41]

ادبی رسالہ ورولے وارث شاہ کے متعلق کیا رائے رکھتا ہے؟

وارث شاہ نے ملکہ ہانس وچ آکے امامت کر لئی عشق مجازی ہوراں ستایا تے پنڈ والیاں نوں لبھ ہو گئی اوتھوں کوچ کر کے ملکہ ہانس وچ ڈیرا لا یا اپنے عشق دی ہواڑ کڈھن لئی قصہ ہیر رانجھا نظمایا جہڑا اج پنجابی ادب دا انمول ہیرا اے۔"[42]

بشیر حسین ناظم اپنی کتاب ابدی آوازاں وچ بیان کر دے نے: ”بقول افضل خان: لکھن پال ہوراں دے اک لوہار دی کڑی یا وہٹی نال عشق ہو گیا تے بقول ڈاکٹر فقیر محمد فقیر ہوراں دے ٹھٹھہ جاہد دی رھن والی اک بلوچن بھاگ بھری نال عشق ہو گیا آہندے نیں عشق تے مشک لکے نہیں رہندے جدوں وارث شاہ دے مجازی عشق دا چرچا تھاں تھاں ہو گیا تے پنڈ دے چودھریاں یا کڑی دے لواحقاں نے وارث شاہ

ہوراں نوں ماریا تے اوہناں نے اپنے دل دی ہواڑ کڈھن لئی اپنے پیار نوں ھیر تے رانجھے داروپ دتا، وارث شاہ ہوراں دی شہرہ آفاق تصیف دا ایہوای سبب سی۔[43] اپنے والد مولا بخش کشتہ کی طرح محمد افضل خان (ایڈیٹر ماہنامہ "پنج دریا" لاہور) نے بھی لکھاہے کہ وارث شاہ ایک لوہار کی بیوی یا بیٹی پر عاشق ہو گئے تھے۔ جس کا نام بھاگ بھری تھا۔[44]

پروفیسر علی عباس جلالپوری اپنی کتاب "مقامات وارث شاہ" میں لکھتے ہیں۔ کہ: "وارث شاہ خود بھی عشق کے درد آشنا تھے، ان کی محبوبہ بھاگ بھری موضع مدسی کی رہنے والی تھی، وارث شاہ پاکپتن سے واپس آتے ہوئے مدسی میں شب باش ہوئے۔ بھاگ بھری کے گھر رات کا کھانا کھانے گئے تو اسے دیکھتے ہی ہزار جان فریفتہ ہو گئے اور مدسی کی مسجد میں ڈیرے ڈال دیئے۔ بھاگ بھری کو بھی ان سے محبت ہو گئی۔"[45] وارث شاہ پاکپتن کے نزدیک ٹھٹہ جاہد میں عشق مجازی کا شکار ہو گئے کہتے ہیں کہ جس کی نظر کا شکار یہ علامہ وقت ہوا وہ ایک جاہل جاٹ عورت تھی جس کا نام بھاگ بھری تھا وارث شاہ اس نام کو بار بار اپنی تصنیف ھیر ورانجھا میں دہراتا ہے۔ لیکن مقامی روایت یہ بھی ہے کہ دراصل عورت بھاگو ایک کھترانی تھی جو ملکہ ہانس کی رہنے والی تھی۔ شاہ جی عشق کی چوٹیں کھا کر اس مسجد میں مقیم ہو گئے جو وارث شاہ کے نام سے مشہور ہے۔[46]

ادارہ معارف اسلامیہ کی تحریر یہ ہے: "ملکہ ہانس پہنچے اور محلہ مجاہد کی مسجد میں قیام کیا لوگ ان کے علم وفضل کے گرویدہ ہو گئے، ان میں ایک ہندو عورت بھاگ ونتی بھی تھی۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ ہیر ورانجھا میں جس بھاگ بھری کا ذکر آتا ہے وہ یہی بھاگ ونتی ہے۔ متعدد محققین اس قصے کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے۔"[47]

وارث شاہ کے بارے میں پریم کہانی کے مصنف کا کہنا ہے: "کہ کوی جی آپ بھاگ بھری کے عاشق تھے اور اس لئے انھوں نے قصے کو جسکے دار بنالیا ورنہ وہ بھی مقبل کی طرح بے رس سے شعر لکھتے اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ آپ کے پیر پاکپتن شریف میں تھے اور وہ ادھر جاتے تھے کہ ایک بار ٹھٹھہ جاہد کی ایک جٹی کے دام محبت میں گرفتار ہو گئے۔"

حاجی سید صادق شاہ نے حال ہی میں ایک کتاب منظوم 2010ء میں جملہ حقوق محفوظ کے ساتھ لکھی ہے "مصنف کتاب "بھاگ: بھری وارث شاہ" اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 3 پر رقم طراز ہیں۔ جس طرح وارث شاہ نے قصہ ہیر رانجھے کا نقشہ سامنے رکھ کر تصوف کی ایک مشہور کتاب ہیر وارث شاہ لکھی۔ اسطرح گرداس مان کی طرف سے (وارث شاہ کی زندگی) پر بنائی گئی (انڈین فلم) کے نقشے کو سامنے رکھ کر تصوف کی ایک نایاب کتاب "بھاگ بھری وارث شاہ" لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔[48]

پریم کہانی کے مصنف باوابدھ سنگھ لکھتے ہیں: "کہ وارث کے پیر پاک پٹن میں تھے، اس لئے وہ ایک دفعہ ادھر جاتے ہوئے زاہد دے ٹھٹھے نامی گاؤں میں ایک جٹی کے عشق کی لپیٹ میں آ گئے۔ پھر پاکپتن سے کیا لوٹے وہی گاؤں ان کا کعبہ بن گیا، یعنی معشوقہ بھاگ بھری کی محبت سے مجبور ہو کر وہیں اقامت گزیں ہو گئے اور اسی کے عشق میں ڈوب کر یہ قصہ 1180ھ میں تصنیف کیا۔ شاہ صاحب کی عمر اس وقت تیس یا پینتیس سال کی تھی۔ ان کی یہ تحریر بڑھاپے کی نہیں۔ باوابدھ سنگھ نے کوئی ثبوت بھی نہیں دیا۔[49]

بھاگ بھری کے متعلق انٹرنیٹ کی معلومات درج ذیل ہیں:

مٹھی بولی دے وارثا سچ منیں مناں میں پنجابی دا پیر تینوں

دتی جندتوں ہیر سلیٹڑی نوں دے گئی سدا دی زندگی ہیر تینوں

اک روایت دے مطابق:۔ ٹھٹھہ جاہد دی اک مسجد وچ امام ہو گئے۔ اک لوہار دا گھر نیڑے سی تے آپ دی روٹی دا بندوبست ایس لوہار دے ذمے سی تے اوہدی کڑی یا دھی نال آپ نوں پیار ہو گیا۔ جس داناں بھاگ بھری سی۔[50]

جناب پروفیسر زہیر کنجاہی بیان کرتے ہیں: ''میرا خیال اے کہ اوہ کڑی نہ لوہار سی تے نہ جٹی بلوچن سی اک بٹھیارن سی تے جدوں وارث شاہ ہوراں اوس کڑی نوں بھٹھی تے بیٹھیا ویکھیا تے ویکھدے ای رہ گئے۔''[51]

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر بیان کرتے ہیں: ''ہیر کی تصنیف کا محرک وارث شاہ کے اپنے عشق کی داستان کو سمجھا جاتا ہے جو اسے ٹھٹھے جاہد کی رہنے والی ایک بلوچ حسینہ بھاگ بھری سے تھا۔[52]

چوہدری افضل حق نے اپنی کتاب ''معشوقہ پنجاب'' میں لکھا ہے کہ: ''محرم راز عشق سے پوشیدہ نہیں کہ ناکام عاشق کامیابی کے کیا کیا حیلے سوچا کرتا ہے؟ راتیں اسی بچار میں کٹ جاتی ہیں کہ میرا ذکر ان کی محفل میں کیونکر پہنچے؟ اس مدعا کے لئے قصہ ہیر بنایا جو آیا اسے سنایا۔ کتاب ہیر گویا اپنی حالت کا مرقع تھا"[53]

اکرم شیخ بیان کرتے ہیں: ''ایک نقطہ نظر تو یہ بھی ہے کہ انہوں نے اس داستان کو بھاگ بھری کے عشق میں ہی دوبارہ قلمبند کیا یا پھر وہ بھی ایک عورت ہی تھی جس نے انہیں اس طرف مائل کیا۔ یہ الگ بات کہ انہوں نے اپنے اس عشق کا کہیں بھی اعتراف نہیں کیا جسے بزولی کی علامت بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔''[54]

مولانا جلال الدین رومی بیان کرتے ہیں:

خوشتر آن باشد کہ سر دلبراں　　　گفتہ آید در حدیث دیگراں[55]

جن لوگوں نے "بھاگ بھری" کو وارث شاہ پر بہتان عظیم ثابت کیا۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

بھاگ بھری (من گھڑت داستان ہے) اور سید محمد وارث شاہ پر بہتان عظیم کے سوا کچھ نہیں ہے۔ بہتان لگانے والوں نے ایک ہی راگ الاپا ہے کہ آپ چلتے پھرتے ٹبہ جاہد پہنچ گئے وہاں ایک عورت بھاگ بھری کی نظر کا شکار ہو گئے مسجد میں بیٹھ کر کتاب لکھنی شروع کر دی گویا بھاگ بھری وجہ تصنیف بن گئی۔ بہتان لگانے والوں کا بھاگ بھری کے متعلق من گھڑت اور الٹے سیدھے بیانات بھی عجیب و غریب ہیں۔ کسی نے کہا کہ ڈھاکہ قوم سے تھی کسی نے کہا کھترانی تھی کسی نے کہا بھاگ ونتی ہندو عورت تھی کسی نے کہا بلوچن تھی۔ جب انسان من گھڑت جھوٹ بولتا ہے تو اکثر چور کی طرح اپنے نشانات چھوڑ جاتا ہے۔

سید محمد خیرات شاہ جو کہ سید محمد وارث شاہ کے خاندانی گدی نشین ہیں:

''جن کی عمر ستر سال کے قریب ہے انہوں نے بتایا کہ سید محمد وارث شاہ نے کتاب ہیر وارث شاہ لکھنے سے پہلے ہیر کے تمام ٹھکانوں کو جا کر دیکھا اور باقاعدہ تیاری کر کے ہیر کے کرداروں کو تمثیلی رنگ دے کر لکھنا شروع کیا۔ آپ نے بابا فریدؒ کے مزار پر حاضری ضرور دی لیکن کسی بھی گدی نشین کے مرید نہیں تھے۔ نوٹ:۔ سید خیرات شاہ نے بتایا تھا کہ آپ اپنے دادا سید گل محمد قادری سروری کے مرید تھے۔''

پیراں دتہ ترگڑ کا بیان:

جناب تنویر بخاری بیان کرتے ہیں:۔ غالباً سب سے پہلے میاں پیراں دتہ ترگڑ نے جن کی مرتب کردہ "ہیر وارث شاہ" 1887ء میں

شائع ہوئی تھی ہیر وارث شاہ میں استعمال شدہ لفظ "بھاگ بھری" کو وارث شاہ کی محبوبہ کا نام قرار دیا۔ یہ بات انھوں نے وارث شاہ کے اس مصرع سے اخذ کی: "کسے وڈی مراد دی چھک اوہنوں کسے بھاگ بھری چیٹک لایا ای" (اسے کسی بڑی مراد کی تمنا ہے کسی بھاگ بھری (خوش بخت) نے اسے تمنائی بنادیا ہے" پیراں دتہ نے اس مصرع میں استعمال ہونے والے لفظ "بھاگ بھری" کی تصریح کرتے ہوئے کتاب کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ:"بھاگ بھری یعنی طالع مند عورت شاہ صاحب کی محبوبہ کا نام بھی یہ تھا، جو کہ بہادر شاہ کے ٹھٹھے میں "ڈھکو" قوم کی ایک عورت تھی آپ کو اس سے بے حد محبت ہو گئی تھی اس محبت کے جوش میں آپ نے یہ قصہ تصنیف کیا۔ پیراں دتہ تر گڑ کے بعد وارث شاہ کے سوانح نگاروں نے "بھاگ بھری" کو سچ مچ وارث شاہ کی محبوبہ بنادیا۔[56]

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ حقیقت حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ زیر نظر:

بھاگ بھری:

ناں دی کوئی عورت وارث شاہ دے جذبات نال کھیڈن والی تے دل موہن والی نہیں سی زمانے دے لتھاں چڑھاں توں جان دیاں ہوئیاں اوہ ایہو جیہا روپ کسے صورت وی نہیں دھار سکدا سی ھیر دی کتاب وچوں اے ثابت ہوندا اے کہ ایس ناں دی کوئی عورت وارث شاہ دی محبوبہ نہیں ہائی۔ بدھ سنگھ تے چند اک ہوراں نے ایتھوں تک بھاگ بھری دی عشقیہ داستان دا قصہ لکھ کے پیش کر دتا جیویں اونہاں دے اپنے امی جیون دا اک پہلو ہندا ئے تے آکھ چھڈیا کہ وارث شاہ دی اک لڑکی وی سی کجھ سمجھ نہیں آندی کہ گھر بیٹھیاں ای ایہہ الہام اونہاں نوں کتھوں تے کیویں ہویا اک دوجے دی تقلید کر دے چلے گئے تے انصاف دے روشن اکھراں ولوں اپنی اکھ دی پتلی نوں انج ٹکایا کہ دوہائی اے۔ بھاگ بھری تے اخلاق دا اک چنگا اکھر اے جدھے معنی نیں بھاگاں والی، ھیر وچہ ای کئیاں جگہ تے مختلف پہلوؤاں وچہ آیا اے پر افسوس ایس گل دا اے کہ اینہاں نے ایہدیاں سوہنیاں خوبیاں ول نہ تکیا صرف ہوس دی اک صورت ای سمجھیا۔ بعض سنن والیانے وی جدوں شعر سن دیاں سن دیاں بھاگ بھری دا لفظ سنیا تے پکے ہو گئے تے جھٹ آکھ چھڈیا واہ بھاگ بھریئے توں اس دی محبوبہ ہوئیوں جدھے ناں دے نال تیرا ناں وی قیامت تک زندہ رہے گا۔[57]

محمد شریف صابر بیان کرتے ہیں:"ھاگ بھری:۔ خوش نصیب، اقبال مند، بخت آور عورت معلوم ہوتا ہے کہ وارثی زمانے میں یہ القابت کسی بھی خاتون کو مخاطب کرتے وقت دیا جا سکتا تھا۔ بھاگ بھریئے دعائیہ جملہ سمجھا جاتا تھا اس لفظ کو وارث شاہ کی محبوبہ کا نام سمجھ لیا گیا ہے اس امر کا پورا امکان ہے کہ انھوں نے عشق مجازی کی چوٹ کھائی ہو مگر اس خاتون کا یہ نام نہ تھا۔"[58]

پروفیسر ضیاء محمد بیان کرتے ہیں:

"پنجابی میں یہ لفظ (بھاگ بھری) عام شریف زادی کے لئے بولا جاتا ہے۔ اس میں محبوبہ یا معشوقہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔"[59] علی عباس جلال پوری بیان کرتے ہیں:"وارث شاہ پہلے عظیم شاعر ہیں جن کے کلام میں پنجابی زبان اپنی پوری تابناکی، وسعت لچک اور رعنائی کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے وارثشاہ کے پاس الفاظ و تراکیب کا ایک لازوال ذخیرہ ہے جس میں عربی، فارسی، تُرکی، سنکرت، بھاشا کے الفاظ موجود ہیں۔"[60] نوٹ:۔ علی عباس کے بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وارث شاہ بہت عظیم عالم اور شاعر تھے علم کا اتنا ذخیرہ عشق مجازی نہیں دے سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو معاشرہ میں بے شمار عاشق ہوتے ہیں حتیٰ کہ بہت عاشق خودکشی بھی کرتے ہیں لیکن ایک نظم تک بھی نہیں لکھ سکتے۔

ڈاکٹر جگبیر سنگھ کانگ نے اپنے مقالہ "پنجابی وچ ہیر رانجھا"(1974ء) میں لکھاہے:

بھاگ بھری کے لفظ کا سید وارث شاہ کی نجی زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔پنجاب میں عام طور پر عورتوں کو بھاگ بھریئے، ویراں والیئے، اور کرماں والیئے کہہ کر پکارا جاتا ہے۔بھاگ بھریئے کی کہانی من گھڑت محسوس ہوتی ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ وارث شاہ نے قصہ ہیر رانجھا 63 سال کی عمر میں تحریر کرنا شروع کیا اور اس عمر میں کسی نوجوان عورت سے عشق لڑانا بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔

تاریخ ملکہ ہانس کے مصنف جناب سلطان فریدی امام و خطیب جامع مسجد سید وارث شاہ ملکہ ہانس بھاگ بھری کے متعلق لکھتے ہیں:

کہ بھاگ بھری یہ لفظ وارث شاہ نے مقدس عورتوں کیلئے بیان کیا ہے یہ صرف شاعرانہ تخیل ہے۔[61] بھاگ بھری لفظ علم عروض کے مطابق ایک خوبصورت لفظ ہے۔جو وسعت معنی رکھتا ہے۔اور وارث شاہ نے اسے موقع کی مناسبت سے ہی استعمال کیا ہے۔

وارث شاہ زندگی اور زمانہ کے مؤلفین پروفیسر ضیاء محمد کے حوالے سے بھاگ بھری کے متعلق بیان کرتے ہیں: یہ صورت حال ہر دور میں ہر زبان میں بعض شعراء کو درپیش آرہی ہے "شاخ نبات" اور حافظ کو ایک دوسرے سے وابستہ کیا گیا۔مولوی غلام رسول عالم پوری کا کسی طالع سے تعلق کھوج نکالا اور یہ تو راقم کے اپنے ابتدائی ایام کی بات ہے کہ علامہ اقبال کے اپنی ہم نام کے ساتھ (جس کا ذکر روز گار فقیر میں بھی ہے) تعلق خاطر کے چرچے تھے اور اس شعر کو جو اب بانگ درا کا حصہ نہیں ہے اسی اقبال سے منسوب کیا جاتا ہے۔

اقبال تیرے عشق نے سب بل دیئے نکال مدت سے آرزو تھی کہ سیدھا کرے کوئی[62]

بھاگ بھری کتاب ہیر وارث شاہ میں یا بھاگ بھری وارث شاہ کی اپنی زبان میں:۔کتاب ہیر وارث شاہ میں بھاگ بھری کا ذکر کتنی مرتبہ اور کس انداز میں ہوا ہے:

کتاب ہیر وارث شاہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ پتہ چلا ہے کہ بھاگ بھری کا ذکر بارہ مرتبہ آیا ہے۔یہ تفصیلات دیکھتے ہیں کہ یہ ذکر کس انداز میں ہوا ہے۔آزردہ شدن رانجھا از نیگہ خود:

کدی کسے دے نال نہ گل کریں کبر والئے ماریئے واسطائی

وارث شاہ نوں مار نہ بھاگ بھریئے انی منسدی پیاریئے واسطائی[63]

(نیگہ) آزردہ شدن رانجھا از نیگہ خود عنوان کے تحت یہ شعر آیا ہے نیگہ صاحبہ رانجھے کی بھابھی ہے، رانجھے اور نیگہ کے درمیان مناظرانہ گفتگو ہو رہی ہے اور رانجھا اپنی بھابھی کے لئے یہ لفظ بھاگ بھری بولتا ہے۔اگر وارث شاہ اس شعر میں اس لفظ سے یہ رنگ نہ بھرتا تو اور کیا لفظ لاتا۔اس جگہ (بھاگ بھریئے) سے مراد کوئی کنایہ یا اشارہ کسی دوسری عورت کے لئے معلوم نہیں ہوتا۔[64] یوسف مثالی نے نے حال ہی میں کتاب ھیر و رانجھا کی ایک ضخیم شرح لکھی ہے۔آیئے دیکھتے ہیں وہ اس شعر کے متعلق کیا لکھتے ہیں: اس میں شک نہیں کہ وارث شاہ نے یہاں یہ لفظ مطلب کے حوالے سے ؍؍؍؍؍؍؍؍؍؍؍؍؍؍؍؍؍؍؍؍؍؍ یعنی نصیبوں والی قسمت با اختیار عورت کے طور پر استعمال کیا ہے۔[65]

سانوں ایس جیہا چند ہتھ آوے پہنے زری تے باولہ گوٹڑائی کسے بھاگ بھری اینوں جمیا سی ایہہ تاں حسن دی کان دالو تھڑائی۔[66]

اگر اس جیسا خوبصورت آدمی مل جائے بے شک وہ سنہری باولہ اور گوٹے کے کپڑے پہنا کرے لگتا ہے جیسے اس کو کسی بخت

والی مائی نے جنا ہے کیونکہ یہ تو حسن کی کان کا ٹکڑا ہے۔ یہاں بھاگ بھری لفظ ماں کے روپ میں آیا ہے اور ہر لحاظ سے صرف شعر کی خوبصورتی کیلئے لایا گیا ہے۔ عقل سوچ کے ہزار غوطے کھانے کے بعد بھی یہاں بھاگ بھری سے مراد کوئی دوسری عورت نہیں لے سکتی۔

اوہدا نام ہے رنگ پور کھیڑیاں داکسے بھاگ بھری جا دسیا ای

پانی پیو ٹھنڈا چھانویں گھوٹ بوٹی سن پنڈ دا نام گھڑ ہسیا ای [67]

اس شعر میں بھی بھاگ بھری کا لفظ نیک عورت کے طور پر آیا ہے۔ اس لفظ کے علاوہ یہاں کوئی دوسرا لفظ اتنا خوبصورت سج ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا احمقوں کی جنت میں رہنے والا شخص ہی اس شعر میں بھاگ بھری کو کنایہ کے طور پر ترجمہ کرے گا۔

سوہنا چند جہیا قد وانگ سروے کسے ماں کرماں والی جایانی

کوئی وڈی مراد دی چھک اوہنوں کسے بھاگ بھری چیٹک لایانی [68]

(نوٹ: چاند اور سرو تشبیہات ہیں، خوبصورتی کو بیان کرنے کے لئے یہ استعارے ہوتے ہیں) اس شعر میں تو وارث شاہ نے خود ہی ترجمہ کر دیا ہے کہ کسی کرماں والی ماں نے اسے پیدا کیا ہے اور کسی (بھاگ بھری) یعنی بخت والی نے (نیک بی بی) نے اسکو دعا دی ہے۔ پنجابی زبان میں چیٹک لانا محاورہ ہے جب کوئی پیر یا فقیر کسی آدمی یا عورت کو دل سے دعا دیتا ہے اور اس دعا کا باقاعدہ اثر ہو جاتا ہے یا وہ دعا قبول ہو جاتی ہے تو اسے کہتے ہیں چیٹک لانا۔ یعنی خواہش دکھانا، شوق پیدا کرنا، نمایاں کرنا۔ ثابت ہوا کہ یہاں ماں اور نیک عورت دونوں کے لئے یہ لفظ لایا گیا ہے۔ کوئی کافر دماغ ہی اس سے مراد محبوبہ لے سکتا ہے۔

رناں وچہ دھناں کیا پسر بیٹھوں کسے بھاگ بھری دیا چنڈیا وے

اوکھے وقت چھٹاوسی کون تینوں میاں وارثا رب دیا بندیا وے [69]

جس شاگرد کو زیادہ لائق بنانا ہو اس پر زیادہ سختی کی جاتی ہے اور پنجابی زبان میں اس کو چنڈنا کہتے ہیں۔ ان جملوں میں خالص تصوف کا بیان ہے موت کا وقت، قبر اور حتیٰ کہ قیامت کے حسابات کی طرف اشارے ملتے ہیں۔ ذرا بھر بھی شائبہ نہیں ہوتا۔ کہ وارث شاہ یہاں بھاگ بھری سے مراد کسی اور عورت کو کنایہ یا اشارہ دے رہے ہوں۔

کیوں فقر دے نال رہاڑ پئی ایں بھلا بخش سانوں پالے جینی ایں نی

دکھی جیو دکھانہ بھاگ بھریئے سوئن چڑیں تے کونج لکھینی ایں نی [70]

اے سہتی تو فقر اور فقیر کے ساتھ کیوں ضد کرنے لگی ہے لیکن ہم بہت دکھی لوگ ہیں اے بخت والی ہمارے دل کو مزید تکلیف نہ دے بے شک تو ایک تیز چڑیا اور قیمتی کونج کی مثل ہے۔ اس شعر میں بھی ہیر کی نناں سہتی کو مخاطب کیا گیا ہے اور شعری وزن کے مطابق کوئی اور لفظ یہاں نہیں جچتا، کیوں کہ اس مناظرہ کے دوران رانجھا (غریب جوگی) فقیر کے روپ میں دکھایا گیا ہے اور سہتی کو شہزادی کے روپ میں بیان کیا گیا ہے:

اوہلے ککھ دے لکھ ہے بھاگ بھریئے اے گل ہس کے نہ گوادیئے

وارث شاہ فقیر تے پیر کولوں نیت نال مراد دیوا دیئے [71]

خدا تعالی چاہتے تو کبھی کبھی ایک تنکا بھی لاکھ برابر ہو جاتا ہے۔ اے کرماں والی عورت (بھاگ بھری) اس بات کو ہنس کر نہیں ٹال دینا چاہیے، وارث شاہ کہتا ہے کہ فقیر اور پیر (نیک درویش) سے اچھی نیت سے دعا کروائی جائے، تو انسان اپنی مراد یعنی (مقصد) پالیتا ہے

تینوں شوق ہے تنہاں دا بھاگ بھری اے جنہاں ڈاچیاں بار چرایاں نی

جس رب دے اسیں فقیر ہوئے ویکھ قدرتاں اوس وکھایاں نی [72]

اے بھاگ بھری (یعنی اے کرماں والی سہتی) چھوڑ دے ساری دنیا کسی کے لئے یہ مناسب نہیں آدمی کے لئے پیار سے بھی زیادہ ضروری کئی کام ہیں پیار سب کچھ نہیں زندگی کے لئے سہتی رنگ پور میں رہتی تھی۔ صیدے کھیڑے کی بہن اور ہیر کی نینان تھی جو کہ مراد بلوچ پر عاشق تھی بلوچ ڈاچیاں رکھتے ہیں۔ اس لئے اسے یہ طعنہ دیا گیا ہے کہ تو اونٹوں والوں سے محبت رکھتی ہے۔ لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ یہ بھاگ بھری بلوچن تھی۔ یہ شعر وارث شاہ نے جوگی اور سہتی کے مناظرانہ روپ میں لکھا ہے۔ اس شعر میں معانی و مطلب واضح اور صاف نظر آتا ہے۔ کہ سہتی جو کہ کھیڑا خاندان سے تعلق رکھتی تھی لیکن اسے مراد بلوچ سے محبت تھی۔ تاہم اس شعر میں بھاگ بھری کا لفظ واضح سہتی کی طرف اشارہ ہے۔ کسی دوسری عورت پر قطعاً کنایہ یا اشارہ نہیں ملتا۔

چھٹی او ٹنی وانگ ارڑات گھتیں تو تاں سکھی ایں کرن محبوبیاں نی

وارث شاہ فقیر نوں کرن راضی تاہیں بھاگ بھریاں ہون صوبیاں نی [73]

اے سہتی صدقہ بہت بڑی عبادت ہے۔ یہاں بھاگ بھری کا لفظ نہیں بلکہ بھاگ بھریاں یعنی جمع کے صیغے میں وارث شاہ نے بیان کیا ہے۔ اس شعر سے بھی وارث شاہ کی نجی زندگی سے تعلق ثابت نہیں ہوتا۔

فقر نال اولڑا بھیڑ یائی بڑا غضب کیتا اہناں پٹھیاں نی

وارث شاہ سوئی ہون بھاگ بھریاں پیریں فقر دی آن جو ڈھٹھیاں نی [74]

مطلب واضح ہے شعر کے اندر کوئی اشارہ یا کنایہ موجود نہیں بلکہ بھاگ بھریاں سے مراد بخت والیاں یا مقدر والیاں ہی مراد ہے۔

کیجئے حسن داماں نہ بھاگ بھری، اے چھل جا سیا روپ وچاری اے نی

ٹھوٹھہ بھن فقیر نوں پیٹیوئی شالا یار مری رنے ڈاری اے نی [75]

اس شعر میں بھی اشارہ واضح سہتی (ہیر کی نناں) کی طرف ہے، اور مطلب واضح ہے:

اللہ رکھی اے دھی اے نال سوھجے لیاویں نال ستو گھمیاری اے نی

صاحبزادی اے نائیںے ہوش رکھیں بھیناں بھاگ بھری اے نہاری اے نی [76]

اے اللہ رکھی کی بیٹی! اس شعر میں تو وارث شاہ نے بھاگ بھری کو بہن لکھا ہے۔ یہ شعر بیان لگانے والوں کے منہ پر طماچہ ہے۔ ان بارہ اشعار سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ وارث شاہ نے اس خوبصورت لفظ بھاگ بھری کو بطور شاعری استعمال کیا ہے۔ اور تین سو صفحات کی کتاب میں بارہ مرتبہ اس لفظ کا آجانا کوئی اجنبی بات نہیں۔ وارث شاہ نے اس لفظ بھاگ بھری کو بھابھی، مقدس رشتے کے روپ میں، ماں کے روپ میں قابل احترام معلمہ کے روپ میں، دولت مند عورت کے روپ میں، اور آخر میں بہن کے روپ میں یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ نہایت

خوبصورت لفظ ہے جو معروف اور آفاقی شاعر نے خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔ تحقیق سے ناواقف لوگوں نے اسی لفظ کو الٹا وارث شاہ جیسے عظیم، آفاقی مسلمان، صوفی شاعر پر بہتان کھڑا کر دیا۔

اگر وارث شاہ درافانی سے کوچ نہ کر گئے ہوتے تو یقیناً ان لوگوں پر حد قذف کا مقدمہ چلاتے۔

وہ شواھد اور دلائل جن سے وارث شاہ پر بھاگ بھری کے عشق کا بیان بہتان عظیم ثابت ہو جاتا ہے:

اب وارث شاہ کے دادا کی فارسی تحریر مل جانے کے بعد وارث شاہ کی تاریخ پیدائش 1114 ہجری مل چکی ہے اور کتاب وارث شاہ 1180 ھجری میں ملکہ ہانس میں لکھی گئی ہے۔اس طرح بغیر شک و شبہ کے وارث شاہ کی عمر چھیاسٹھ سال بنتی ہے۔ چھیاسٹھ سال نہایت بڑھاپے کی عمر ہے۔ لہٰذا جن لوگوں نے وارث شاہ پر بھاگ بھری کا بیان لگایا ہے۔ وہ نہایت جھوٹے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے وارث شاہ کو ملکہ ہانس میں آتے ہوئے جوان آدمی ظاہر کیا ہے۔ آپ پاکپتن میں کسی گدی نشین کے مرید نہیں تھے۔ کیونکہ آپ نے اتنی ضخیم کتاب میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں کیا کہ میرے پیر پاکپتن میں رہتے ہیں۔

وارث شاہ دا جنم ورھا: پنجاب یونیورسٹی شعبہ پنجابی کے ڈاکٹر عظمت اللہ زاہد بیان کرتے ہیں:

”کجھ ورھے پہلے میں اپنے پی ایچ ڈی دے مقالے دی تیاری دے سلسلے وچ اپنے اک بزرگ سودت صاحبزادہ محبوب حسین نوشاہی سجادہ نشین حضرت چنی والی سرکار سنگھوئی ضلع جہلم کول گیا۔ اوہناں نے گلاں گلاں وچ دسیاں کے اہناں دے اک دوست حافظ نذر محمد صاحب موضع کڑی دے کتب خانے وچ مثنوی مولانا روم موجود اے جیہڑی وارث شاہ دے دادے دی ہتھ لکھت اے۔ اگلے دہاڑے جو دوں اسیں مولوی نذر محمد صاحب نوں ملے تے اوہناں روائتی مہمان نوازی دا ثبوت دیندیاں ہویاں مثنوی مولانا روم دے چھ دفتر سامنے لیار کھے۔ ایس مثنوی دی کتابت اینی خوبصورت اے کہ ویکھ ویکھ کے بھکھ لیندی اے۔ چوتھے تے پنجویں دفتر دے آخر اتے نظر پئی تے خوشی دی انتہا نہ رہی کہ وارث شاہ دے دادے نے سانوں اپنے پوترے دے جنم ورھے بارے صحیح راہ وکھادتی اے تے پہلے سارے اندازے غلط ثابت کر دیتے نیں۔ چوتھے دفتر تے آخر اتے ایہہ عبارت درج اے۔ " تمام شد دفتر چہارم مثنوی مولانا جلال الدین رومی بوقت ظہر شنبہ ہر دسم ماہ رجب در: ۱۱۲۳ھ بدستخط فقیر احقر الانام خاکپائے سگان اہل دل سید گل محمد برائے مطالعہ خوش بپاس خاطر برخوردار نور چشم فرزندی سید گل شیر ولد ہما سید محمد وارث و محمد قاسم، بحرمت محمد النبی امی وآلہ اصحابہ وزریتہ اجمعین“

ایسے طرح مثنوی دے پنجویں دفتر تے آخر اتے ایہہ عبارت درج اے:

"الحمد اللہ کہ دفتر پنجم مثنوی معنوی ہم با تمام رسیدز بروز شنبہ فنبہ در ماہ صفر ۱۱۲۴ھ بہ دستخط فقیر احقر الخلق مشتاق لقائے اہل رشد، سید گل محمد قادری سروری، برائے مطالعہ خویش وبرائے مطالعہ فرزند محبوب القلوب برخوردار سید گل شیر سلیم اللہ تعالیٰ بحق سید العرب والعجم حضرت محمد مصطفیٰؐ و بحق جملہ انبیاء صلوۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بحرمت تمام اولیاء رحمتہ اللہ علیہم اجمعین [77]

ان عبارتوں سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں: سید وارث شاہ کا اصل نام سید محمد وارث ہے، ان کے باپ کا نام سید گل شیر شاہ تھا اور ان کے دادا کا نام سید گل محمد قادری تھا۔ جو قادری سروری سلسلہ تصوف سے تعلق رکھتے تھے۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وارث شاہ اور قاسم شاہ نے بنیادی تعلیم اپنے گھر پر حاصل کی، چوتھے دفتر کی تحریر جو ۱۱۲۳ھ کی کتابت ہے سے یہ ثابت ہوتا ہے اس وقت وارث شاہ اور ان

کے بھائی قاسم شاہ کی پیدائش ہو چکی تھی، اس تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ وارث شاہ اور قاسم شاہ کی تاریخ پیدائش 1123ھ سے پہلے کی ہے یہ بات بالکل درست ہے جبکہ وارث شاہ کی حتمی تاریخ پیدائش 1114ھ معلوم ہوئی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ وارث شاہ قاسم شاہ سے بڑے تھے۔ ترجمہ قصیدہ بردہ شریف:۔ اسے وارث شاہ کی پہلی تصنیف کہا جاتا ہے۔ یہ ترجمہ 1152ھ / 1739ء میں جمال چنابی کی فارسی شروح کو سامنے رکھ کر کیا گیا۔ قصیدے کی کل دس فصلیں اور ہر فصل کے عنوان کا ترجمہ بھی پنجابی میں کیا گیا ہے۔[78]

شرح قصیدہ بردہ شریف:

امام بوصیری متوفی 694ھ کا لکھا ہوا عربی زبان میں قصیدہ بردہ شریف بڑی بابرکت چیز ہے۔ کیونکہ اس قصیدے کی برکت سے فالج زدہ شاعر کو حضور اکرمؐ کی زیارت کا شرف بھی ملا اور ایک چادر بھی حضور اکرمؐ نے خواب میں عطا کی۔ جس کے اثر سے بیماری دور ہو گئی۔ اس قصیدے کے تراجم فارسی، اردو اور پنجابی میں ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں وارث شاہ کا ترجمہ بھی بڑا قابل ذکر ہے۔ مسز ممتاز سلیم پشاور یونیورسٹی نے وارث شاہ نمبر 1969، صفحہ 477 میں لکھا ہے کہ ان کے پاس وارث شاہ کا قصیدہ بردہ شریف 1152ھ کا لکھا ہوا موجود ہے جس میں عربی متن کے نیچے فارسی نظم میں ترجمہ 999ھ میں علامہ جمال الدین چنابی کا کیا ہوا ہے۔ فارسی زبان کا ترجمہ پنجابی شعروں میں ہے۔ حکیم چنابی یہ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے عالمگیری عہد میں قصہ ہیر فارسی مثنوی کی صورت میں لکھا تھا اور ان کا نام حکیم چنابی ہے۔[79]

وارث شاہ نے قصیدہ بردہ شریف کا جو منظوم ترجمہ کیا ہے اس کے بارے میں خود فرماتے ہیں:

یاراں سو بونجہ جاں سن ہجری جدا اے ظاہر ہوئے	تاں ایہہ بیت جواہر موتی لڑیاں وانگ پروئے
ایہہ ترجمہ راس کیتا میں اوس شرح تھیں بھائی	حضرت مئیں جمال چنابی جہڑی شرح بنائی
ناؤں مصنف سید وارث وچ جنڈیالے وسے	جیہڑا شیر خاں غازی بدھا سبھو کوئی اوتھے دِسے
ربا روز قیامت تائیں وسے شہر جنڈیالہ	کائی آفت پوے نہ اس تے وسے نت سو کھالا[80]

کتاب ہیر وارث شاہ لکھی جانے کی تاریخ اور مقام وارث شاہ خود بیان کرتے ہیں:

سن یاراں سو اسی نبی ہجرت لمبے دیس دے وچ تیار ہوئی　　اٹھاراں سوتے وِیہ سی سمتاں داراجے بکرماجیت دی سار ہوئی[81]

کھرل ہانس دا ملک مشہور ملکاں جتھے شعر کیتا نال راس دے میں شعر اس ہورناں چکیاں جھوتیاں نے نالہ پیٹھا ہے وچ خر اس دے میں[82]

وراث شاہ نے قصیدہ بردہ 1152ھ میں لکھا اس وقت ان کی عمر اڑتیس سال تھی جن لوگوں نے یہ کہا وارث شاہ کو بھاگ بھری کے عشق نے شاعری سیکھا دی تھی یہ بات ان کے منہ پر طمانچہ ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ قصیدہ بردہ شریف نعتیہ کلام ہے اور وارث شاہ کا منظوم ترجمہ سند کا درجہ رکھتا ہے۔ وارث شاہ نے کتاب ہیر وراث شاہ 1180ھ میں لکھی اس وقت ان کی عمر چھیاسٹھ سال تھی۔ ان دلائل کو احمد حسین اور ڈاکٹر سید اختر جعفری نے بھی تسلم کیا ہے اور وارث شاہ پر بھاگ بھری کے عشق کو بہتان عظیم قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر احمد حسین بھاگ بھری کی کہانی کو جھوٹ مانتے ہیں:

ہیر رانجھے دا قصہ لکھن دا سبب وارث شاہ دا بھاگ بھری نال معاشقہ بیان کیتا جاندا اے جیہڑی کہ بالکل افواہ اے میرے نزدیک

قطعی طور تے غلط اے۔"[83]

ڈاکٹر سید اختر حسین جعفری اپنی کتاب سید وارث شاہ، احوال وآثار" میں بیان کرتے ہیں:

"وارث شاہ نہ صرف سید تھے بلکہ سند یافتہ صوفی بھی تھے-گاؤں کے لوگ ان کا بڑا احترام کرتے-وہ ایسے بھی کم عقل اور آوارہ مزاج نہ تھے کہ اپنی عزت داؤ پر لگا کر گاؤں کی لڑکیوں کے پیچھے پھرتے۔،[84] بھاگ بھری نام کی عورت سے آپ کا عشقیہ کردار بالکل ثابت نہیں ہوتا۔ یہ آپ کی ذات پر جاہل اور حاسد لوگوں نے بہتان لگایا ہے ان کے تمام دلائل عقلی اور نقلی حوالوں سے بالکل غلط ثابت ہوتے ہیں[85]۔ بیان لگانے والوں نے ایک ہی راگ الاپا ہے۔ پیر ادتہ تر گڑ کی من گھڑت کہانی جس کا نہ کوئی حوالہ نہ کوئی ثبوت۔ سب نے اس کو بنیاد بنایا لیکن خدا تعالیٰ نے وارث شاہ کی مدد فرمائی اور ان کا کیا ہوا قصیدہ بردہ شریف کا منظوم ترجمہ مل چکا ہے۔ اور ان کے دادا کی تحریر مل جانے سے یہ سب بیان غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ جبکہ کتاب ہیر وارث شاہ لکھی جانے کی تاریخ کو بھی وارث نے خود بیان کر دیا ہے وارث شاہ کی عمر کتاب ہیر تصنیف کرتے وقت چھیاسٹھ سال بنتی ہے۔ جبکہ بیان لگانے والوں نے نوجوانی کی عمر بتائی ہے۔

نتائج بحث:

اس تحقیق میں ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ بھاگ بھری کہانی من گھڑت، بے بنیاد، جھوٹ کا پلندہ اور بہتان عظیم کے سوا کچھ نہیں۔ لہٰذا بیان لگانے والوں پر حد قذف بنتی ہے۔ جس کی سزا اسی کوڑے ہے۔ اب وارث شاہ کا مدعی کون بنے؟ آج اگر وارث شاہ زندہ ہوتے تو یقینا بیان عاید کرنے والوں کے خلاف حد قذف کا مقدمہ کرتے۔ ریسرچ کا یہ پہلو اہم ہے کہ اگر کسی آدمی یا عورت پر اسکے مرنے کے بعد بلا جواز، بلا بنیاد بہتان لگایا جائے تو بہتان لگانے والوں کی کیا سزا بنتی ہے۔؟ میرے خیال میں اسلامی حکومت اگر ہو گی تو یقینا حقوق میت کے تحت حد قذف کی سزا جاری کرے گی۔ لیکن افسوس کہ وارث شاہ جیسے بے مثل شاعر کی ذات پر کیچڑ اچھالنے والوں کو کوئی پوچھتا تک نہیں۔ اور صادق شاہ نامی نے سستی شہرت کیلئے (وارث شاہ بھاگ بھری) کتاب لکھ کر رنگین جلد شائع کر دی ہے۔ صد افسوس ہے ایسے بے ضمیر لوگوں کی بہتان بازی اور زبان درازی پر۔ نوٹ:۔ انڈیا والوں نے وارث شاہ بھاگ بھری فلم بنا کر وارث شاہ پر عشق مجازی کا بہتان لگا کر ایک مسلمان صوفی شاعر کے اخلاق پر کیچڑ اچھالا ہے مسلمانوں کی عجائب پرستی ہے کہ انہیں داد دیتے ہیں اس تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ جھوٹ لکھنے اور بہتان لگانے والوں کو کیا سزا دی جائے۔

حوالہ جات

---

[1] عصمت اللہ زاہد، ڈاکٹر پروفیسر، شعبہ پنجابی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، مضمون وارث شاہ جنم ورھا، رسالہ مہینہ وارورلے گجرات، جلد 1، جولائی 1999ء، ربیع الاول1420ھ ہاڑ2056، شمارہ 1، ص:20

[2] وارث شاہ ہیر رانجھا(حیات وکلام وارث شاہ) اہتمام سلمان خالد پروف خوانی ارسلان احمد، ناشر: عبد اللہ اکیڈمی الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور، ص:14

[3] محمد علی فریدی، مضمون بھاگ بھری، مہینہ وار کانگاں(سید وارث شاہ نمبر)، چیف ایڈیٹر افضل راز، ناشر: روزن پرنٹرز، روزن بلڈنگ ریلوے روڈ گجرات، جلد نمبر22، شمارہ نمبر6،5،4، اپریل، مئی2011ء، ص:199

[4] النور:5-4

[5] النور:23

[6] امام محمد بن اسماعیل بخاری امام المحدثین ابوعبداللہ، متوفی 256ھ، بخاری شریف (جلدیں تین)، مترجم: عبدالحکیم خاں اختر فاضل شہیر مولانا شاہ جہاں پوری، ناشر: فرید بکڈپو۔38، اردو بازار لاہور، جلد سوم ص:692 حدیث نمبر 6857،

[7] امام محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی، متوفی 261ھ، سنن ابن ماجہ، مترجم: محمد محی الدین جہانگیر، ناشران: شبیر برادرز زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول۔ اردو بازار لاہور، جلد سوم، ص:187، حدیث نمبر 2567

[8] امام مالک بن انس متوفی 179ھ، موطا امام مالک، مترجم: محمد محی الدین جہانگیر، ناشران: شبیر برادرز زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول۔ اردو بازار لاہور، ص:920

[9] مؤلفین: ابرھیم مصطفیٰ، احمد حسن الذیات، حامد عبدالقادر، محمد علی النجار، المعجم الوسیط، مترجمین: ابن سرور محمد اویس، عبدالنصیر علوی،، ناشر: مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور، (پاکستان)، سن ندارد، ص:478

[10] ربیع بن حبیب، مسند الربیع بن حبیب، ناشر: مکتبہ الثقافۃ العربیہ بیروت، ج:1، ص:60

[11] (الف) حسین بن محمد راغب اصفہانی علامہ، متوفی 502ھ، المفردات، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ، 1418ھ، ج:1، ص:284،

(ب) محمد بن اثیر الجزری علامہ، متوفی 606ھ، النہایہ،، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، 1418ھ، ج:2، ص:284

[12] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی 1205ھ: تاج العروس، ناشر: المطبۃ الخیریہ مصر، 1306ھ، ج:10، ص:165

[13] قاضی عبدالنبی بن عبدالرسول احمد نگری، دستور العلماء، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، 1421ھ،، ج:2، ص:13

[14] (الف) ابو بکر بن مسعود علامہ الکاسانی حنفی متوفی 587ھ، بدائع الصنائع، ناشر: سعید اینڈ کمپنی،، دارا لکتب العلمیہ بیروت 1418ھ، ج: 7، ص: 33

(ب) کمال الدین ابن ھمام، متوفی 861ھ، فتح القدیر ناشر: مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر،، ج:7، ص:33

[15] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی 1205: تاج العروس، ناشر: مطبوعہ المطبۃ الخیریہ مصر، 1306ھ، ج:6، ص:217

[16] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی 1205: تاج العروس، ناشر: ایضاً، جلد:6، ص:217

[17] زین الدین علامہ، البحر الرائق، ناشر: مطبوعہ مصر، 1311ھ، جلد:5، ص:29+30

[18] اسماعیل حقی حنفی، متوفی 1137ھ، روح البیان، ناشر: مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 1421ھ، جلد:6، ص:365

[19] حافظ وارث شاہ، سید، محمد ہیر وارث شاہ، ناشر: مسلم پرنٹنگ پریس ریلوے روڈ لاہور، 1935ء، (کاتب پیراں دتہ ترگڑ)، ص:6

[20] حافظ شیرازی، خواجہ محمد شمس الدین، دیوان حافظ شیرازی، مترجم: نشتر جالندھری، عبدالحکیم خاں، ابونعیم ناشران: شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ لمیٹڈ، پبلشرز: 199- سرکلر روڈ۔ چوک انارکلی لاہور، ص:290

[21] حافظ وارث شاہ، سید، محمد ہیر وارث شاہ، ناشر: مسلم پرنٹنگ پریس ریلوے روڈ لاہور، 1935ء، (کاتب پیراں دتہ ترگڑ)، ص:209

[22] امام سلیمان بن اشعث ابوداؤد سجستانی، م 275ھ، سنن ابوداؤد، ناشر: مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، 1414ھ رقم الحدیث، 4475

[23] مجد الدین المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری، المتوفی 606ھ، النہایہ، ناشر: مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، 1418ھ، جلد:3، ص:372

[24] مجد الدین المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری، المتوفی 606ھ، النہایہ، ناشر: ایضاً، جلد:5، ص:101

[25] ابرھیم مصطفیٰ، احمد حسن الذیات، حامد عبدالقادر، محمد علی النجار، المعجم الوسیط، ناشر: ایضاً، ص:809

[26] حافظ شیرازی خواجہ محمد شمس الدین، دیوان حافظ شیرازی، مترجم: نشتر جالندھری عبدالحکیم خاں ابونعیم، ناشر: ایضاً، ص:337

[27] حافظ وارث شاہ، سید، محمد ہیر وارث شاہ، ناشر: مسلم پرنٹنگ پریس ریلوے روڈ لاہور، 1935ء، (کاتب پیراں دتہ ترگڑ)، ص:310

[28] پروفیسر ضیاء محمد، یادگار وارث شاہ، ناشر: قومی کتب خانہ ریلوے روڈ لاہور، سن اشاعت: اکتوبر 1935ء، ص9+10

[29] مہینہ وار کانگاں، چیف ایڈیٹر افضل راز، ناشر: روزن پرنٹرز، ریلوے روڈ گجرات۔ شمارہ نمبر 4، 5، 6، اپریل، مئی، جون 2011ء، ص:199

[30] محمد علی فریدی، مضمون بہ عنوان، کھرل ہانس دا ملک مشہور ملکہ، ماہنامہ پنج دریا لاہور، وارث نمبر1969ء، ص:73

[31] مہینہ وار کانگاں(سید وارث شاہ نمبر)، چیف ایڈیٹر افضل راز، ناشر: ایضاً، ص:200، 201

[32] تنویر بخاری، وارث شاہ(شخصیت عہد اور فن)، ناشر: نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، 2012ء، ص:97

[33] احمد ندیم قاسمی، مضمون روزنامہ امروز، سنڈے ایڈیشن(سنڈے میگزین)4مئی1969ء

[34] شریف کنجاہی، سجاد حیدر، محمد آصف خاں، وارث شاہ زندگی اور زمانہ)، لوک ورثہ اسلام آباد، ناشر: الحمد پبلی کیشنز چوک پرانا نار کلی، لیک روڈ لاہور ص9

[35] عبدالقیوم قریشی، ہیر وارث شاہ دا خصوصی مطالعہ، ناشر: ایور نیو بک پیلس اردو بازار لاہور، ص:16

[36] شریف کنجاہی، سجاد حیدر، محمد آصف خاں، وارث شاہ زندگی اور زمانہ)لوک ورثہ اسلام آباد، ناشر: ایضاً، ص:99، 98

[37] شریف کنجاہی، سجاد حیدر، محمد آصف خاں، وارث شاہ زندگی اور زمانہ)لوک ورثہ اسلام آباد، ناشر: ایضاً، ص:93

[38] پیر فقیر ویر سپاہی، وارث لیکھا، چھاپتھار: وارث شاہ پرھیا پنجاب پاکستان رجسٹرڈ، ناشر: دربار پیر وارث شاہ جنڈیالہ شیر خان، ضلع شیخوپورہ، ص:70

[39] نوائے وقت سنڈے میگزین مضمون نگار ڈاکٹر انور سدید پنجابی کا شیکسپیر(کے عنوان کے تحت)16نومبر2014ء،، ص:4

[40] میاں مولا بخش کشتہ امر تسری، پنجابی شاعراں دا تذکرہ، ایڈیٹر: محمد افضل، ناشر: عزیز پبلشرز اردو بازار لاہور اشاعت:1983ء ص:116

[41] غلام مصطفیٰ کھوکھر۔ لعل جواھر، ناشر: برکی آرٹ پرنٹرز، 43۔ ریٹیننگن روڈ لاہور، پہلی وار جنوری1990ء ص:76

[42] رسالہ مہینہ وار، ورولے گجرات، جلد1، جولائی1999 ربیع الاول1420ھ، ہاڑ2056، ناشر: عارف پنجابی اکیڈمی عارف چوک پوسٹ بکس نمبر1، جی پی او گجرات، شمارہ1، ص:27

[43] بشیر حسین ناظم ایم اے، ابدی آوازاں، ناشر: عزیز بک ڈپو اردو بازار لاہور، ص4

[44] تنویر بخاری، وارث شاہ(شخصیت عہد اور فن)، ناشر: نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباچ، 2012ء، ص:93

[45] تنویر بخاری، وارث شاہ(شخصیت عہد اور فن)، ناشر: نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباچ، 2012ء، ص:94، 93

[46] رسالہ منٹگمری گزٹ، نگران جریدہ، مصطفیٰ زہدی، سالہ چہارم دستیاب سطان فریدی امام مسجد جامع وارث شاہ ملکہ ہانس پاک پتن شریف، ص:37

[47] ادارہ معارف اسلامیہ پبلشرز: BZU: لائبریری ملتان، ص:573، 574

[48] سید صادق شاہ، بھاگ بھری، وارث شاہ، ناشر: زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ، لاہور، 2010ء، ص:3

[49] باوا بدھ سنگھ گیانی، پریم کہانی، ناشر: پرتاب پریس، جیون سنگھ، 1935ء، ص:308

[50] بھاگ بھری، بحوالہ انٹرنیٹ، *WWW, google.com*، تاریخ ریسرچ 25اپریل2016ء

[51] مہینہ وار کانگاں(سید وارث شاہ نمبر)، چیف ایڈیٹر افضل راز، ناشر ایضاً، ص:124

[52] وارث شاہ ہیر وارث شاہ(پنجابی لوکل داستان)از قلم: ڈاکٹر فقیر محمد فقیر، ناشر: زاہد بشیر پرنٹرز اردو بازار لاہور، مئی2005ء، ص:97، 96

[53] شریف کنجاہی، سجاد حیدر، محمد آصف خاں، وارث شاہ زندگی اور زمانہ)، ناشر: لوک ورثہ اسلام آباد، ناشر: ایضاً، ص:، 93

[54] وارث شاہ، ہیر وارث شاہ(مع اردو ترجمہ)مترجم: اکرم شیخ، ناشر: بک ہوم بک سٹریٹ46۔ مزنگ روڈ لاہور، 2010ء، ص:14، 15

[55] جلال الدین رومی مولانا، مثنوی مولوی معنوی(دفتر اول)، ناشر: ایضاً، ص:56

[56] تنویر بخاری، وارث شاہ(شخصیت عہد اور فن)، ناشر: نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباچ، 2012ء، ص:91

[57] وارث شاہ، ہیر وارث شاہ، (سب تھیں وڈی ہیر)، کاتب پیراں دتہ ترگڑ، ناشر: ملک بشیر اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور: 1960ء، ص:15

[58] محمد شریف صابر، ہیر وارث شاہ، ناشر: وارث شاہ میموریل کمیٹی محکمہ اطلاعات وثقافت، حکومت پنجاب، پاکستان انٹر نیشنل پرنٹرز لمیٹڈ لاہور، سن اشاعت، 1986، ص:627

[59] پروفیسر ضیاء محمد، یادگار وارث شاہ، ناشر: قومی کتب خانہ ریلوے روڈ لاہور، سن اشاعت: اکتوبر 1935ء ص:10

[60] علی عباس، جلال پوری، مقامات وارث شاہ، ناشر: اجالا پرنٹرز لاہور، سن اشاعت: 1972ء، ص:61

[61] سلطان فریدی، تاریخ ملکہ ہانس، (مخطوطہ)، ملکیت مخطوطہ سطان فریدی امام مسجد جامع مسجد وارث شاہ ملکہ ہانس پاکپتن شریف، ص:50

[62] شریف کنجاہی، سجاد حیدر، محمد آصف خاں، وارث شاہ زندگی اور زمانہ)، ناشر: لوک ورثہ اسلام آباد، ناشر: الحمد پبلی کیشنز چوک پرانی انارکلی، لیک روڈ لاہور، ص: 90

[63] حافظ وارث شاہ، سید، محمد، ہیر وارث شاہ، ناشر: ناشر: مسلم پرنٹنگ پریس ریلوے روڈ لاہور، 1935ء، (کاتب پیراں دتہ ترگڑ) ص:9

[64] ترجمہ و تشریح از مقالہ نگار،

[65] شرح کلام وارث شاہ ہیر رانجھا، ترجمہ و تشریح: یوسف مثالی، ناشر: مشتاق احمد، گل گرافکس، اسلم عصمت پرنٹرز لاہور، سن ندارد ص:44

[66] حافظ وارث شاہ، سید، محمد ہیر وارث شاہ، ناشر: ایضاً، ص:136

[67] ایضاً، ص:146

[68] ایضاً، ص:146

[69] حافظ وارث شاہ، سید، محمد ہیر وارث شاہ، ناشر: ایضاً، ص:160

[70] حافظ وارث شاہ، سید، محمد ہیر وارث شاہ، ناشر: مسلم پرنٹنگ پریس ریلوے روڈ لاہور، 1935ء، (کاتب پیراں دتہ ترگڑ)، ص:160

[71] ایضاً، ص:188

[72] ایضاً، ص:197

[73] حافظ وارث شاہ، سید، محمد ہیر وارث شاہ، ناشر: ایضاً، ص:197

[74] ایضاً، ص:203

[75] ایضاً، ص:210

[76] ایضاً ص:25

[77] رسالہ مہینہ وار، ورولے گجرات، جلد1، جولائی1999 ربیع الاول1420ھ، ہاڑ2056، شمارہ1،، ص:20

[78] حمید اللہ، ہاشمی، پروفیسر، ہیر وارث شاہ، (متن و اردو ترجمہ) ناشران شیخ محمد بشیر اینڈ سنز اردو بازار ہولار،، ص8,7

[79] حمید اللہ، ہاشمی، پروفیسر، ہیر وارث شاہ، (متن و اردو ترجمہ) ناشران شیخ محمد بشیر اینڈ سنز اردو بازار ہولار،، ص5

[80] حفیظ تائب، قصیدہ بردہ شریف، ترجمہ وارث شاہ، ناشر: القمر انٹرپرائزز رحمٰن مارکیٹ اردو بازار لاہور، 2001ء ص31,30

[81] حافظ وارث شاہ، سید، محمد ہیر وارث شاہ، ناشر: ایضاً، ص:293

[82] ایضاً، ص:329

[83] احمد حسین، قلعداری، پنجابی ادبیات دی مختصر تاریخ، ناشر: عزیز بک ڈپو لاہور، بار سوم: 2002ء، ص:74

[84] ڈاکٹر اختر جعفری، احوال و آثار سید وارث شاہ، ناشر: مقصود پبلشرز لاہور، سن اشاعت: 2013ء ص:43

[85] حافظ محمد گلاب علی حیدری، اسلامی تصوف کی روشنی میں وارث شاہ کی فکر کا تحقیقی مطالعہ تحقیقی مقالہ برائے، ایم۔فل (علوم اسلامیہ) سیشن 06-2004ء شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔ ص:250